

احمد ابن زیدون

(۲)

ادب ابن زیدون

ابن زیدون نظم و نثر دونوں کا بادشاہ ہے، دونوں میں اسے جہارت تامہ ہے اور وہ ان اصناف پر مکمل طور پر قابض و متصرف ہے، اس کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں:

(۱) شعروں کا ایک دیوان، (۲) رسائل (خطوط)۔ (۳) کہا جاتا ہے کہ اس نے فن تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی لیکن افسوس کہ دستبرد زمانہ سے وہ ہم تک نہ پہنچ سکی اور ہم اس قدر قابل قدر تصنیف سے محروم رہ گئے۔

اس کا دیوان مصر میں چھپ چکا ہے، اس کی بڑی اچھی اچھی شرحیں اور حواشی لکھے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں کامل گیلانی نے بمعیت عبدالرحمن خلیفہ، یہ دیوان مع حواشی مفیدہ بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا، اس نسخے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک مبسوط مقدمے میں ابن زیدون کے حالات زندگی اور اس کے کلام شعر و نثر پر خوب بحث کی ہے۔ پھر متن کے نیچے تمام مشکل مقامات کی بڑی اچھی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس کے ”رسائل“ درج کئے گئے ہیں اور سب سے آخر میں ابن بسام اور فتح الطیب المقری وغیرہ سے اس کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ موجودہ دور کے ممتاز اہل قلم حضرات کی تقاریر جو ابن زیدون پر لکھی گئیں۔ بھی شامل ہیں، اس مجموعے میں المعتمد اور المعتمد بن بنی عباد کے حالات بیان کرنے کے بعد ان کا نمونہ کلام بھی موجود ہے۔ ساتھ ہی ”معارضات الشعراء“ نقل کیے گئے ہیں۔ ”شعر ابن زیدون“ کے نام سے ابن زیدون کے کلام

کا انتخاب کرم ابستانی نے مع تحقیق و تشریح بیروت سے ۱۹۵۲ء میں شائع کیا۔

ابن زیدون کے ”قصیدۃ اندلسیہ“ (جو تقریباً ۶۰ اشعار پر مشتمل ہے) کا ایک نسخہ غوطا میں موجود ہے، اس کے دیوان کا ایک نسخہ جو ناقص شکل میں ہے۔

”المکتبۃ الحدیویۃ“ مصر میں موجود ہے قریب قریب ۲۶۰ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس کے ”رسالہ مزلیہ“ کو لیبک سے ۱۷۵۵ء میں عربی اور لاطینی دونوں زبانوں میں شائع کیا گیا۔ اس کا ترکی میں ترجمہ بھی موجود ہے۔^{۳۲}

اس کے اشعار کو بحسب فنون مندرجہ ذیل چار اہم ابواب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

- (۱) غزل و صغیر اور وصف الطبیعة - (۲) شکوی و عتاب - (۳) مدح و رثا -
- (۴) اغراض مختلفہ، کرم ابستانی نے یہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ موجودہ دیوان میں غزل و صغیر اور وصف طبعیت پر ۷۲ عنوان، شکوی و عتاب کے ۵ عنوان، مدح و رثا کے تحت ۴۷ اور اغراض مختلفہ کے ضمن میں ۲۲ منظومات موجود ہیں۔

اس کے ممدوحین میں مندرجہ ذیل لوگ شامل ہیں :

- (۱) ابو الحرم بن جہور صاحب قرطبہ - (۲) ابوالولید بن ابوالحرم المذکور - (۳) المعتضد وائی اشجیلیہ - (۴) المعتمد بن المعتضد - (۵) الوزير ابو عبد اللہ بن عبد العزیز - (۶) ذوالوزارین الكاتب ابو علی بن جبلة - (۷) سیف الدولہ المظفر صاحب بطلیوس - (۸) ذوالوزارین ابو عامر - (۹) ابوالقاسم بن رفق - (۱۰) السلطان بادیس والی غرناطہ - (۱۱) اس کی اپنی محبوبہ ولادة بنت المستنقی بالندہ۔

اس نے ان لوگوں کے مرثیے لکھے :

- (۱) ابو الحرم بن جہور - (۲) ام ابن جہور - (۳) المعتضد بالندہ - (۴) ام المعتضد السیدہ الکبریٰ - (۵) ابنتہ المعتضد - (۶) ابو یکرین ذکوان -

نیچے دیے ہوئے لوگوں کی ہجو کی :

- (۱) اس کا حریف اعظم ابن عبیدوس - (۲) بنو جہور (بعد الفراق من قرطبہ)

”رسائل“ کے مخاطبین میں ذیل کے لوگ شامل ہیں:

(۱) ابن جہور - (۲) الوزیر ابن عبدوس - (۳) المعتضد باللہ - (۴) المظفر -

(۵) ابوسلمہؒ

فضیلت ابن زیدون

عربی ادب کے اکثر نقاد کے نزدیک ابن زیدون اپنے زمانے کے اندلس کا سب سے بڑا شاعر مانا گیا ہے۔ علمائے ادب نے اسے سلامت شعر، سہولت اور روانی طبع کی وجہ سے ”بغری الغیب“ کا خطاب دیا۔

ہر شاعر میں چند ایسی خصوصیات ضرور ہوتی ہیں جن کا مقابلہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ابن زیدون کے طبقے کے مقابلے میں شلاً ابن بانی کے طبقے کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ادبِ علم اس بات پر متفق ہیں اور ناقدین کی بختہ رلے ہے کہ ابن زیدون کی نثر بھی نظم کہے جانے کی مستحق ہے، اس کی نثر میں بھی روحِ شعری موجود ہے اور اس میں شعریت کے معانی و اسالیب مکمل طور پر پائے جاتے ہیں۔

یہ بات ہر جگہ پائی جانی ناممکن ہے اور جہاں تک ہم جانتے ہیں ایک انسان میں دو چیزوں - کمالِ نظم و نثر - کا بیک وقت پایا جانا نادر بات میں سے ہے۔ فطرت ان دونوں کو شاذ ہی ایک ہستی میں جمع کیا کرتی ہے۔ ابن زیدون کے ہاں شعر کہنے کی تڑپ اور تمنا ہمہ وقت موجود رہتی ہے، اگرچہ وہ نثر میں بھی باکمال ماہر فنِ ادیب ہے لیکن اس کی نثر، نظم کے مقابلے میں بہر حال کمتر ہے، اُسے جب ضرورت پڑتی ہے نثر کو اپنے مقاصد کی انجام دہی اور خدمت کے لیے بلا لیتا ہے اور پھر خوب کھل کر داد حاصل کرتا ہے لیکن اس کے کلامِ شعری کا مقابلہ کسی صورت نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اشعار جو اس کے قلب و روح کی آواز ہیں، جنہیں وہ احساسات و جذبات کی انتہائی گہرائیوں سے نکال کر لاتا ہے۔

جس طرح ابن زیدون لکھنے میں ماہر ہے بالکل اسی طرح خطابت میں بھی اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ وہ بڑا فصیح اللسان ہے، وہ کثرتِ بیان کا مالک ہے، اس کی طبیعت سے

نصاحت و بلاغت پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہے۔ وہ فی البدیہہ کہنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔
ابن بسام کا بیان اس بارے میں خاصا اہم ہے :

”اخبَرْنِي مَنْ لَا اِدْفَعُ خَيْرُهُ مِنْ اِثْبِيلِيَّةٍ، قَالَ : عَهْدِي بِابِي الْوَلِيدِ
قَائِمًا عَلٰی جَنَازَتِيْ بِعِضِّ حَرَمِهِ وَالنَّاسِ يَغْرُونَكَ عَلٰی اِخْتِلَافِ طَبَقَاتِهِمْ
فَمَا سَمِعْتُ بِحَبِيبٍ بَهَا، اِجَابَ بِهِ غَيْرُهُ بِسَعَةِ صِدْقَانِهِ وَحُضُورِ جَنَانِهِ۔
”مجھے اِثْبِيلِيَّة کے ایک معتبر شخص نے بتایا : مجھے ابو الولید (ابن زیدون) کی زندگی کا وہ واقعہ
اب تک یاد ہے جبکہ وہ اپنے اہل خانہ میں سے ایک کے جنازے پر کھڑا تھا۔ لوگ اس سے
تعزیت کر رہے تھے اور وہ ہر ایک کو مناسب طریقے سے جواب دے رہا تھا کیونکہ کسی نے نہیں سنا کہ
نہ جن الفاظ سے ایک کا شکر یہ ادا کیا دوسرے کے سامنے وہی الفاظ دہرائے ہوں یا اس کی دعتِ سعیا
کا نتیجہ تھا۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنازے کے حاضرین میں کم از کم ایک ہزار بڑے بڑے امرا و
وزرا بھی شامل تھے اور ان سب کا شکریہ، اس نے خود ہی ادا کرنا تھا، یہاں ضرورت تھی کہ
ہر ایک کی مہربانی اور احسان کی تعریف کرنے کے لیے ہزار مختلف قسم کی عبارتیں جبا گانہ
اسالیب اور بے شمار مضامین ہوں، یہ بات کتنی مشکل اور کتنی دشوار ہے خصوصاً ایک
ایسے انسان کے لیے جس کا جگر پاراگم ہو گیا ہو، جس پر غم اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے
ہوں لیکن ابن زیدون — کلام اس کی نوٹڈی اور خاموشی ہے۔ اسے تو مضامین نو اور اسالیب
مختلفہ سوچنے اور جمع کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

۵۳۷ وَلَكِنَّهُ صَوَّبَ الْعُقُولَ إِذَا اسرَتْ مَحَابِبُ مِنْهُ اعْقَبَتْ بِسَحَابِ

”وہ تو عقل و فہم کی بادش ہے کہ جب اس کے بادل آتے ہیں تو سلسل چلے آتے ہیں۔“

جب کوئی شاعر محسوس کرتا ہے کہ اس کا کلام پڑھ کر لوگ حیران و ششدر رہ جائیں گے اور
اس کی شخصیت میں اُن کی دلچسپی بڑھ جائے گی تو وہ اپنے شعر و ادب کو دلچسپ اور دلکش بنانے
کے لیے ہم تن مصروف ہو جاتا ہے اور اسی میں اپنے کو پورے طور پر مشغول بنا لیتا ہے۔

وہ پھر اتنی کوشش اور جدوجہد سے کام لیتا ہے کہ اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور قدرت خود بھی اس کی مدد کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے۔

ابن زیدون ایک کھیل کھیل رہا ہے، وہ ایک ساحر و شعبد باز کی طرح ہمارے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے، اس کا تعجب انگیز تماشا اور مسحور کن کھیل شہرت کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے، اس نے طوں کو احساس و وجد سے بھر دیا، اس نے ہماری قوتِ سمیع میں جادو بھونک دیا، اس نے اپنے شاندار ادب اور بے مثال کلام کی بدولت پہلے زندگی میں اور پھر مرنے کے بعد بھی سعادت و خوش بختی حاصل کی، اس میں ہم اس کا مقابلہ عمر بن ابی ربیعہ سے کر سکتے ہیں، اس کو بھی یہی علوِ شان اور قدر و منزلت حاصل تھی۔

ابن زیدون کے ”رسائل“ کو پڑھ کر اس کی طرزِ تحریر اور اسلوبِ بیان کا اچھی طرح پتہ چل جاتا ہے۔ اس نے جس ماحول میں پرورش پائی اور پھلا پھولا، وہ بڑی عیش و عشرت اور خوشحالی کا زمانہ تھا۔ اگرچہ بعد میں اندرونی شورشیں برپا ہونے لگی تھیں۔ جس گہوارے میں اس نے آنکھیں کھولیں وہ علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ اس کا سارا گرد و پیش ہی ان حالات میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے ادب پر اس کے اختیاراتِ ملکیہ، تدبیر و سیاستِ مملکت، مناصبِ جلیلہ اور عام حادثاتِ زمانہ کا گہرا اور عمیق اثر نمایاں ہے، اس نے اپنے رسائل میں پوری سرگرمی، جانفشانی، جدوجہد اور سعی و کوشش سے کام لیا ہے، اس کے دونوں رسائل۔ التجدید والعزلیہ۔ سے اس کے اسلوب اور روحِ اصلی کا علم ہوتا ہے۔ یہ اسلوب اور طرزِ ادا بڑا واضح اور بامعنی ہے، یہ بتاتا ہے کہ اندلسیوں کا ادب اور ثقافت خالص عربی تھی، یہ لوگ حفظِ اشعار و امثالِ عربیہ اور حکمت و غفلت کے بڑے دلدار تھے، وہ ایامِ جاہلیت اور صدرِ اسلام کی فصاحت و بلاغت اور روانی و سلاست کے شیدائی تھے۔ انھوں نے اپنی ثقافت میں قدیم و جدید تاریخِ امم کی مدد حاصل کی اور مفید اضافے کیے۔ وہ ایران کے اکاسرہ اور روم کے قیاصرو سے بخوبی واقف تھے، اُن کو بادشاہوں اور بڑے لوگوں کے اخبار و حالات کا پوری طرح علم ہوتا تھا۔

ابن زیدون کو فصاحت و بلاغت، حکم و امثال اور حفظِ اشعار و ادبیات میں مہارتِ تامہ

تھی، وہ انہی کے سہارے پورے پورے خوبصورت فقرے اور مکمل جملے بناتا ہے اور مخاطب کو اپنے مافی الفہم سے اچھی طرح آگاہ کرتا ہے۔^{۳۹}

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ابن زیدون کتنا فصیح و بلیغ انسان تھا، اسے دوسرے ادا کیے ہوئے کلمات و محاورات پر، اپنے استعمال میں لانے کے بڑی قدرت تھی، وہ حسن بیان اور جہت اسلوب میں بڑا ماہر تھا۔ وہ اپنے رسائل کے ذریعے کلام غیر پر اپنی قدرت اور وسعت معلومات، اور اپنی ذکاوت طبعی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

ابن زیدون تمام اصناف کلام پر قادر ہے، نظم ہو یا نثر، مدح ہو یا ہجو، غزل ہو یا رثا، غرضیکہ کوئی گوشہ ایسا نہیں جس سے وہ واقف اور شناسا نہ ہو، وہ ہر موضوع پر بے دھڑک ہو کر لکھتا ہے اور بہت خوب لکھتا ہے۔
القصی کا کہنا ہے :

”احمد ابن زیدون من اهل قرطبة شاعر مقدم و بلیغ“ مجبور
کثیر اشعر، قبیح الہجاء۔^{۴۰}

احمد بن زیدون اہل قرطبہ میں سے ایک عظیم شاعر، طبع رواں رکھنے والا ایک صاحب بلاغت ادیب، بہت زیادہ شعر کہنے والا، اور بدترین ہجو لکھنے والا تھا۔
ادب کی باگ دوڑ اس وقت مشرق کے ماتھوں میں تھی، ابن العمید اور اس کے مدرسہ فکر کے پیروکاروں کی سادے زمانے میں دھوم مچی ہوئی تھی، ابن العمید کا اسلوب نگارش عربی ادب میں عام طور پر پسند کیا جاتا تھا۔ ابن زیدون کو یہ خوبصورت اسلوب اور طرزِ تحریر بڑا پسند آیا، اور اس نے اسی کو اپنانے کی کوشش کی لیکن اس نے سچ بند کی طرف خاص توجہ نہ دی اس لیے کہ اس کے نزدیک یہ چیز کسی خاص اہمیت و عظمت کی حامل نہ تھی اور نہ ہی فنِ کتابت میں اس کی بدولت کوئی قابلِ تعریف اضافہ ہو سکتا تھا۔ حادثات و واقعاتِ زمانہ نے ابن زیدون کو ادب و کتابت کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ خوش قسمتی سے اسے ابن جہود کے سکریٹری کا عہدہ ملا۔ یہی

^{۳۹} الادب العربی و تاریخہ ص ۳۱-۱۲۷، ص ۴۰ الادب العربی و تاریخہ ص ۳۲-۱۲۷،

^{۴۰} بغیۃ النیس ص ۱۷۱

”عہدہ کتابت“ کے نام سے مشہور تھا، اس کا کام یہ تھا کہ شاہان و امرائے اندلس کے خطوط و رسائل کے جوابات تحریر کرے، اسی جگہ رہ کر اس کے فن کی تکمیل ہوئی، اس کا درجہ بلند ہو گیا اور فنی و ادبی تحریر میں پختگی پیدا ہو گئی۔^{۵۲۲}

ابن خاقان کی مندرجہ ذیل عبارت، اُس کے ادب پر بہترین تنقید ہے :

قال: ”هو زعيم الفضة القرطبية ونشأة الدولة الجبورية التي الذي يلهو بنظامه وظهر كالبدليلته تمامه فجاء عن القول بسحر، قصائد لا ابهى نغما لم يصرفه الا بين ريجان وراح ولم يطلعه الا خلف مؤانسات واخراج — ولا تردى منه الا خطوة كالشمس عند الدلو فشراف بضائعه وادهف بدائع دروائعه“^{۵۲۳}

”اہل قرطبہ کا سردار اور دولتِ جمہوریہ کا لیڈر۔ جو انتظامِ سلطنت کی وجہ سے ہم عصروں پر فوقیت لے گیا اور بدرِ کامل کی طرح چمکا۔ سحر بیانی سے کام لیا۔ اس کے قصائد پُر رونق اور پُر مباد ہیں جو عموماً مئے و گل اور جشن و تقریب سے متعلق ہیں۔ اس راستے سے اگر وہ کبھی ہٹتا بھی ہے تو ایسے جیسے سورج ڈھلنے کے وقت ایک قدم آگے بڑھتا ہے اس نے متاعِ شعری کو خوب رواج دیا اور اس کے معانی و مطالب کو بلندی بخشی۔“

کامل جیلانی نے ”ادب ابن زیدون“ کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل سطور رقم کی ہیں :

”بہت کم ایسے عربی ادیب ہیں جن کے ہاتھوں میں نظم و نثر دونوں کی باگیں ہوں اور اگر کہیں اتفاق سے ایسا ہوا بھی تو ایک صنفِ دوسری سے ضرور ممتاز و مختلف رہی ہے۔ لیکن ابن زیدون کا معاملہ اس سے قطعاً جدا گانہ ہے۔ اگر آپ اس کی نثر دیکھیں تو خیال ہو گا۔ یہی سب کچھ ہے اور غالباً نظم بھی اس درجے اور مرتبے کی باترکیب و ترتیب نہیں ہو سکتی، پھر آپ اس کی نظم کا مطالعہ کریں تو اس کی جذبات اور سلاست آپ کو نثر کی یاد بھلا دے گی۔ ہم یہ بات انصاف سے بعید سمجھتے ہیں کہ ابن زیدون کو محض ایک ممتاز ناظم یا ایک کمیز ناشر تسلیم کیا جائے ہم جو کچھ اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں یہی ہے کہ وہ بیان و ادبِ عربی کے زعماء اور ارکان میں سے

ایک ہے۔

”لا تكدأ تقراء قطعةً مختارةً من شعراءٍ او نثرٍ حتى تملأ نفسك بهجة
وسموا وداوینسیك شعراء كل شیء اخر“
”جب تم اس کی شریانی نظم کا کوئی منتخب ٹکڑا پڑھو گے تمہارا دل مسرت و شادمانی سے
لبریز ہو جائے گا اور اس کے اشعار تمہیں دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز کر دیں گے۔“

ابن زبیدون علم و فضل، شعرو ادب، عشق و محبت و نبوی اقتدار، سیاست و حکمت، غرضیکہ
ہر شعبہ زندگی میں کامل و اکمل تھا، اس کا دل بڑا احساس اور شاعرانہ تصورات کی آماجگاہ تھا۔
کے حسن و جمال، خوبصورت ماحول، عیش و تنعم، دنیاوی سعادت و نعمت اور انسانی طبیعت کی
مرغوب اشیاء کی فراوانی کا اثر اس نے قبول کیا، اسے ہجر و فراق کے صدمے اٹھانے پڑے۔ اس
کے دل میں سوز و گداز عشق کے شعلے بھڑکتے رہے، اس نے وہ کچھ دیکھا اور محسوس کیا اور اس کا وہی
انسان اندازہ کر سکتا ہے، جیسے ستمہائے روزگار سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ جس نے تلخی حیات سے
کام و دہن کو لبریز کیا ہو :

حسن أفانین لم تکتوف اعدینا غایاتہ بأفانین من النظر

”نظر کے مختلف انداز رکھنے کے باوجود ہماری نگاہیں اس کے حسن کے مختلف گوشوں تک نہایت نہیں لگتی“

اس نے حکومت و سلطنت کی شان و شوکت دیکھی اور پھر نکبت و ادبار کی دبیز گھٹائیں اس کے
ماحول پر چھائی رہیں۔ ضروری تھا کہ یہ تمام اسباب و عوامل شاعر کی طبع نازک پر اثر انداز ہوں۔ اگر
ہم ابن زبیدون کے ادب اور شاعری سے کما حقہ واقفیت حاصل کر پائیں تو صاف آواز سنائی دے گی۔

ما من من هذا الدنيا بنو زمن الا وعندی من اخبارهم طرف

”دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات میرے پاس موجود نہ ہوں۔“

اس کے کلام میں المعری کی ثقافت، وسعت معلومات، ادب و لذت پر غلبہ اور تمکّن، اسالیب مختلف
کی پوری پوری محافظت، اب تمام کی طرح اُمشلہ کی فراوانی، بحریری کی نظم و ترتیب، ابن الرومی کی سلاست اور روانی
اور متبنی کی سی قوت و ادائے بیان کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ اس کی غزلیات پڑھتے پڑھتے انسان محسوس
کرتا ہے کہ وہ عباس بن الاصفیٰ، الشریف الرضیٰ اور الجعفیٰ کی سلاست و رقت سے بہرہ ور ہو رہا

ہے اس کی ”اخوانیات“ کو پڑھتے وقت ابن الرومی یاد آ جاتا ہے، اس کی تحریر کا عکس آنکھوں کے سامنے رتھ کرنے لگتا ہے گویا وہ ابو القاسم التوزی سے مخاطب ہے اور اپنا ”الہمزیہ“ گنگنا رہا ہے ابن زیدون کے رسائل کا مطالعہ کرتے وقت دماغ خواہ مخواہ جا بھڑکے اور معری کے رسائل کی طرف گھوم جاتا ہے۔ وسعت اخبار و امثال، کثرت استشہاد، تہکم و استحقاف، یہ سب چیزیں ان رسائل کی نمایاں خوبیوں میں شامل ہیں^{۴۴}

ابن بسام کی یہ عبارت بڑی معرکتہ الار ہے :

”قال ابو الحسن، کان ابو الولید غایۃ منثور و منثور و خاتمة شعراء بنی مخزوم، احد من خبر الايام خبراً وفاق الا نام صراً و مرف السطان نفعاد خترا، ووسع البیان نظمًا و نثرًا الی ادب لیس للبحر تدققہ و للبد رتالقلہ و شعری لیس للسحر سیانہ ولا للنجوم الزهر اقتما انہ و خط من النثر غریب المعانی، شعری الالفاظ و المعانی - وقد اخرجت من اشعارہ التی ہی حجول و غرد و نواذ^{۴۵}۔“

ابو الولید نظم و نثر کی انتہا تک جا پہنچا تھا۔ وہ بنو مخزوم کا آخری شاعر تھا۔ اس نے زمانے کی معلومات ہم پہنچائیں اور تمام لوگوں پر فوقیت لے گیا اس نے نفع و خیر کو عام کیا۔ اس نے نظم و نثر کو وسعت دی۔ اس کی طبع رواں کا مقابلہ سمند بھی نہیں کر سکتا، اود و زخانی میں بہاؤ کاں بھی اس کا مقابل نہیں ہے۔ اس کے اشعار میں جادو سے زیادہ اثر ہے اور چمکتے ہوئے ستارے بھی اس کے مدد سے نہیں سکتے۔ اس کی نثر کو مطالب غریبہ کا دافر حصہ ملا ہے اور اس کے الفاظ و معانی میں شعریت بدیدہ اتم پائی جاتی ہے۔ میں نے اس کے عمدہ اود بلند یا یہ اشعار کا انتخاب کیا ہے۔“

ابن زیدون اندلس میں اپنے زمانے کا ”زعیم الشعرا“ تھا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر کہا جائے کہ اس کا ادب اس پُردونق نملنے کے ادب و ثقافت کی سچی تصویر اور آئینہ ہے۔